عارف نوشاہی *

”تکملۃ التکملۃ“: سندھ میں فارسی تذکرہ نویسی کی روایت کا آخری نمونہ

حسن اتفاق ہے کہ فارسی زبان میں فارسی شعرا کی تذکرہ نویسی کا آغاز سندھ میں ہوا اور اس کا خاتمہ بھی اسی خطے میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ چھٹی صدی ہجری میں سدیدالدین محمد عوفی منگولوں کے فتنے سے بچنے کے لیے اپنے وطن بخارا سے سندھ آ گئے تھے۔ یہاں وہ ملتان اور سندھ کے حکمران ناصرالدین قباچہ (حکومت ۶۰۲۔۶۲۵ھ/ ۱۲۰۶۔۱۲۲۸ء) کے دربار سے وابستہ ہوئے اور اسی دوران فارسی شعرا کا تذکرہ لباب الالباب لکھا۔ عوفی نے اپنی دوسری فارسی تصنیف جوامع الحکایات و لوامع الروایات کی تصنیف بھی ناصرالدین قباچہ کے کہنے پر شروع کی تھی جو فارسی ادب میں تاریخی اور ادبی فوائد کے اعتبار سے ایک اہم کتاب ہے۔[1] اس وقت فارسی کے دستیاب تذکروں میں قدیم ترین یہی لباب الالباب ہے۔ اس کے بعد برصغیر میں فارسی تذکرہ نویسی کی روایت تسلسل کے ساتھ قائم رہی اور بلا مبالغہ سیکڑوں چھوٹے بڑے تذکرے معرضِ وجود میں آئے۔ برصغیر میں فارسی تذکرہ نگاری کے حجم کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اب تک ان تذکروں کے چند مستقل جائزے شائع ہو چکے ہیں۔ جیسے ڈاکٹر سید علی رضا نقوی کی کتاب تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان جو ۱۹۶۴ء میں تہران سے شائع ہوئی۔ احمد گلچین معانی کی کتاب تاریخ تذکرہ ہای فارسی جو دو جلدوں میں پہلی بار ۱۹۶۹ء۔۱۹۷۱ء میں تہران سے شائع ہوئی۔ ڈاکٹر

فرمان فتح پوری کی کتاب اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری جو۱۹۹۸ء میں کراچی سے شائع ہوئی جس میں اردو شعرا کے فارسی تذکروں سے بھی سروکار رکھا گیا ہے۔

سندھ خود چونکہ فارسی شعر و ادب کا ایک قدیم مرکز رہا ہے، لامحالہ یہاں بھی تذکرہ نویسی کی روایت بہت پختہ ہے۔ یہاں نہ صرف مقامی سندھیوں نے تذکرے تصنیف کیے بلکہ سندھ سے باہر سے آئے ہوئے مصنفین کے لیے بھی یہاں کی فضا تصنیف و تالیف کے لیے بہت سازگار تھی۔ عوفی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ایک دوسرے نامور تذکرہ نویس، میر غلام علی آزاد بلگرامی (۱۱۱۶۔۱۲۰۰ھ) ہیں جو ۱۱۴۲۔۱۱۴۷ھ/۱۷۳۰۔۱۷۳۴ء کے دوران سندھ میں مقیم رہے اور فارسی شعرا کے تذکرے ید بیضا کی پہلی روایت، یہاں سیوستان میں ۱۱۴۶ھ/۱۷۳۳ء میں مکمل کی۔[۲] یہ تذکرہ تا حال غیر مطبوعہ ہے۔ متاخر دور میں سندھ میں دو بہت اہم تذکرے لکھے گئے۔ پہلا، میر علی شیر قانع ٹھٹوی (۱۱۴۰۔۱۲۰۳ھ) کا مقالات الشعرا، دوسرا محمد ابراہیم خلیل (وفات: ۱۳۱۷ھ) کا تکملۂ مقالات الشعرا۔ قانع نے اپنا تذکرہ ۱۱۷۴ھ/۱۷۶۱ء میں لکھا اس میں سندھ کے ۷۱۹ (سات سو انیس) فارسی گو شعرا کے حالات اور انتخاب کلام ہے۔ خلیل کا تکملہ ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۸ء میں مکمل ہوا جس میں سندھ کے مزید ۸۲ (بیاسی) فارسی گو شاعروں کا ذکر شامل ہے۔ یہ دونوں تذکرے پیر حسام الدین راشدی (۱۹۱۱ء۔۱۹۸۲ء) نے عمدہ حواشی اور تعلیقات کے ساتھ مرتب کیا اور دونوں شائع ہو چکے ہیں۔[۳] خود راشدی مرحوم کو بھی سندھ میں آخری دور کے فارسی تذکرہ نگاروں میں شامل کیا جانا چاہیے جنھوں نے کشمیر سے متعلق فارسی گو شعرا کا تذکرہ، تذکرۂ شعرای کشمیر چار جلدوں میں مرتب کیا، جو بذات خود اصلح متخلص بہ میرزا کے تذکرۂ شعرای کشمیر کا تکملہ ہے اور اس کے مرتب بھی راشدی مرحوم ہیں۔ یہ دونوں تذکرے، اپنے موضوع پر بہت جامع مآخذ ہیں اور دونوں شائع ہو چکے ہیں۔[۴]

سندھ میں تذکرہ نویسی اور تکملہ نویسی کی اس روایت کا حسن ختام ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ (۱۹۱۷ء۔۲۰۱۱ء) کے تکملۃ التکملۃ پر ہوتا ہے جو ۲۰۰۷ء میں آرٹس فیکلٹی، سندھ یونی ورسٹی، جام شورو کی طرف سے شائع ہوا۔[۵] یہ تذکرہ دراصل خلیل کے تکملے کا تکملہ ہے اسی لیے ڈاکٹر بلوچ نے اپنے تذکرے کا نام بڑی خوش ذوقی سے تکملۃ التکملۃ رکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا مقصد تصنیف یہ تھا کہ سندھ میں فارسی دانی اور فارسی شاعری کی باقیات صالحات کو محفوظ کیا جائے۔ اب چونکہ سندھ میں بہت سا علمی مواد ضائع ہو چکا ہے، اس

لیے بچا کھچا مواد بھی غنیمت ہے اور اس سے ایک انتخاب کلام تیار کیا گیا ہے۔ سندھ میں فارسی شاعری کے نمونے محفوظ کرنے کے لیے جو مختلف طرز کے دلچسپ طریقے اپنائے گئے، ڈاکٹر بلوچ نے اپنے مقدمے میں ان کا ایک مختصر جائزہ لیا ہے۔ جیسے "محک" طرز کی کتابیں (محك كمال، محك الشعراء، محك خسروی) جن میں ہم ردیف وقافیہ غزلیں جمع کی گئی ہیں؛ بیاضیں اور منتخبات؛ محفلیں اور انجمنیں؛ مراسلہ؛ موازنہ؛ مشاعرہ؛ حسن شعر کی داد دینے کی روایت؛ یہ سب وہ طریقے تھے جن کے ذریعے سندھ میں فارسی شاعری کا اظہار ہوا اور یہ شاعری قلمبند بھی ہوئی۔

قانع اور خلیل کے تذکروں کے برعکس، جو شاعروں کے تخلص کی تہجی ترتیب پر مرتب ہوئے ہیں، ڈاکٹر بلوچ کا تکملة التکملة تاریخی ترتیب پر لکھا گیا ہے اور تاریخی ترتیب کے اندر تہجی ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے۔ اس تذکرے کے مندرجات اس طرح ہیں:

۱۔ گیارھویں صدی ہجری تک کے شعرا (۱۵ شاعر)

۲۔ گیارھویں اور بارھویں صدی ہجری کے شعرا (۲۱ شاعر)

۳۔ بارھویں اور تیرھویں صدی ہجری کے شعرا (۲۷ شاعر)

۴۔ تیرھویں صدی ہجری کے شعرا (۳۴ شاعر)

۵۔ تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری کے شعرا (۶۰ شاعر)

۶۔ چودھویں اور پندرھویں صدی ہجری کے شعرا (۱۹ شاعر)

اس طرح کُل ۱۷۶ (ایک سو چھہتر) شاعروں کے مختصر حالات اور انتخاب کلام تکملة التکملة کی زینت بنا ہے۔ شاعروں کے شمول میں کسی قسم کا امتیاز روا نہیں رکھا گیا۔ یہ نہ صرف مقامی اور پیدائشی سندھی شعرا کا تذکرہ ہے بلکہ ان میں وہ شعرا بھی شامل ہیں جو باہر سے آ کر سندھ میں کچھ عرصہ مقیم ہوئے۔ دین و مذہب کی بھی کوئی تخصیص نہیں ہے، دو ایک ہندو شعرا (صاحب رائے آزاد، دلپت رائے دلپت) بھی شامل ہیں، باقی تمام مسلمان شعرا ہیں۔ جیسے قانع اور خلیل کے تذکروں کی تخصیص یہ ہے کہ وہ صرف سندھ کے شاعروں کے حالات وکلام پر مشتمل ہیں، تکملة التکملة کی خصوصیت بھی یہی ہے کہ یہ سندھ میں فارسی شعر وشاعری کے آخری دور کی دستاویز ہے۔

تکملۃ التکملۃ میں شعرا کے حالات اور انتخاب کلام کی مقدار میں یکسانیت نہیں ہے۔اس کا دارومدار شاعر کی اہمیت، شہرت اور دستیاب کلام پر ہے۔بعض شعرا کے حالات بہت مفصل اور انتخاب کلام بھی طویل ہے۔جب کہ بعض شعرا کا ذکر اور کلام اختصار کے ساتھ ہے (جیسے: پیر محمد اشرف نقشبندی،ص ۲۷۴؛ جمال الدین،ص ۲۷۵)۔ڈاکٹر بلوچ نے جیسا کہ اپنے مقصدِ تصنیف میں بتایا ہے کہ وہ باقیات شعرائے سندھ محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔اس سلسلے میں علی اکبر شاہ رضوی روہڑی کا ترجمہ بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔وہ لکھتے ہیں

> راقم ۱۷ اگست ۱۹۵۲ء کو روہڑی شہر میں تھا جہاں میں نے سید علی اکبر شاہ کے بعض اشعار ان کاغذات میں دیکھے جو میرے میزبان مرحوم سید عطا حسین شاہ موسوی کی تحویل میں تھے۔میں نے یہ ایک شعر نقل کر لیا کہ فرصت ختم ہو گئی۔[۹]

اور اس کے بعد وہ ایک شعر نقل ہوا ہے۔

تکملۃ التکملۃ کی تالیف میں ڈاکٹر بلوچ نے بیسیوں مخطوطات، مطبوعات اور اپنی یادداشتوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔خاص طور پر قلمی بیاضیں ان کا اہم ماخذ رہی ہیں۔کتاب کے آخر میں فہرست مصادر موجود ہے۔ڈاکٹر بلوچ چونکہ خود ایک ذخیرۂ مخطوطات کے مالک تھے، اس تذکرے کا بیشتر لوازمہ انھیں اپنے ہی ذخیرہ سے مل گیا۔

اپنے موضوع سے قطع نظر، تکملۃ التکملۃ ایک ایسے عالم اور محقق کی فارسی نگاری کا نمونہ بھی ہے جس کی مادری زبان سندھی ہے۔یہ، ہندوستانی اسلوب کی، بہت سہل فارسی ہے۔جیسے یہ جملے:

> حالات زندگی باغ علی خاں دستیاب نشد۔(ص ۲۶)؛
>
> خانف بر بحر شاہنامہ فردوسی تاریخ سند بعنوان نــامــــہ نــغــز در سال ۱۱۵۵ھ شروع کرد۔(ایضاً)؛
>
> در انشا پردازی فارسی مہارت پیشہ ورانہ داشت۔(ص ۱۲۶)۔

ویسے تو خدا کی زمین صاحب علم و فضل لوگوں سے خالی نہیں رہتی، لیکن حالات و واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے یہی کہنا ہوگا کہ سندھ میں سید حسام الدین راشدی اور ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے ساتھ ہی فارسی تذکرہ نگاری کا دور ختم ہوا اور تکملۃ التکملۃ اس روایت کا "مسک الختام" ہے۔

حواشی و حوالہ جات

* سابق پروفیسر شعبۂ فارسی، گورڈن کالج، راول پنڈی۔

۱۔ محمد بن عبدالوہاب قزوینی، "ترجمۂ مصنف" مشمولہ لبـــــــاب الالبـــــــاب بسعی و اہتمام و تصحیح ایڈورڈ براؤن (لیڈن، ۱۹۰۶ء)، ص یح، یط، کا۔

۲۔ سید حسن عباس، احوال و آثار میر غلام علی آزاد بلگرامی (تہران: بنیاد موقوفات دکتر محمود افشار، ۱۳۸۲ ہجری شمسی)، ص ۴۷، ۱۰۷۔

۳۔ مقالات الشعرا اور تکملۂ مقالات الشعرا سندھی ادبی بورڈ، کراچی / حیدر آباد نے علی الترتیب ۱۹۵۷ء اور ۱۹۵۸ء میں شائع کیے۔

۴۔ یہ تذکرہ اقبال اکادمی، کراچی نے پہلی بار ۱۹۶۹ء میں شائع کیا۔

۵۔ ایک اشاعت مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد کی طرف سے ۲۰۰۷ء میں عمل میں آئی۔ اس اشاعت کا عنوان سندھ میں فارسی شاعری کا آخری دور: تکملۃ التکملۃ ہے۔

۶۔ نبی بخش خاں بلوچ، تکملۃ التکملۃ (جام شورو: آرٹس فیکلٹی، سندھ یونی ورسٹی، ۲۰۰۷ء)، ص ۳۹۔

مآخذ

بلوچ، نبی بخش خاں۔ تکملۃ التکملۃ۔ جام شورو: آرٹس فیکلٹی، سندھ یونی ورسٹی، ۲۰۰۷ء۔

حسن عباس، سید۔ احوال و آثار میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ تہران: بنیاد موقوفات دکتر محمود افشار، ۱۳۸۲ ہجری شمسی۔

خلیل، محمد ابراہیم۔ تکملۂ مقالات الشعرا۔ مرتب پیر حسام الدین راشدی۔ حیدر آباد: سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۵۸ء۔

قانع، میر علی شیر۔ مقالات الشعرا۔ مرتب پیر حسام الدین راشدی۔ حیدر آباد: سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۵۷ء۔

قزوینی، محمد بن عبدالوہاب۔ "ترجمۂ مصنف" مشمولہ لباب الالباب بسعی و اہتمام و تصحیح ایڈورڈ براؤن۔ لیڈن، ۱۹۰۶ء۔